ISSN……0975 6655

اطلاع برائے مقالات

سالانہ اردو
تحقیقی،تنقیدی وحوالہ جاتی مجلّہ

”ترسیل“

کے لئے اپنے تحقیقی وتنقیدی مقالات ارسال کیجئے ۔

C a l l o f P a p e r s

for

M H R D - U G C A p p r o v e d

R e s e a r c h a n d R e f e r r e d

A n n u a l l y U r d u J o u r n a l

"TARSEEL"

2017

نظامتِ فاصلاتی تعلیم ،کشمیر یونیورسٹی

حضرتبل ،سرینگر،کشمیر۔۱۹۰۰۰۶

''فردوس برُ وئے زمین''

کہا جاتا ہے کہ جب مغل شہنشاہ جہانگیر واردِ کشمیر ہوئے، تو یہاں کے قدرتی جمال کو دیکھ کر برجستہ اُن کے لب پر یہ شعر آیا ۔

گر فردوس بر روئے زمین است؟

ہمیں است وہمیں است وہمیں است!

تاریخی، جغرافیائی، کاروباری اور تہذیبی لحاظ سے جو وسیع ترین علاقہ برصغیر ہندو پاک اور چین میں بکھرا ہے، وہی خطہ ارض '' جموں و کشمیراور لداخ'' کہلاتا ہے ۔ یہ حصہ کوہ ہمالیہ اور اس کی ذیلی شاخوں کی اونچی اونچی برف پوش چوٹیوں، انگنت پربتوں، دیوہیکل پہاڑوں، دروں اور تراہوں پر مشتمل ہے ۔ یہ وسیع وعریض علاقہ اپنے کلچر، تجارت، کاروبار، زبان، ٹوپوگرافی اور کئی تہذیبی دھاروں کا منبع ہے، بہ معنی فردوس جو کرہ ارض ہندوستان کے انتہائی شمال میں 'کوہ ہمالیہ' کے دامن میں واقع ہے، ریاست ''جموں وکشمیر کے نام سے پہچانی جاتی ہے ۔ ریاست جموں وکشمیر کے وسط میں ''کشمیر'' کی حسین وادی کسی تعریف کی محتاج نہیں' بلکہ 'وادی کشمیر' اُس حسین دلہن کی مانند ہے جوں جوں اس کا آنچل اُٹھنے لگتا ہے بے قراری میں اضافہ ہونے لگتا ہے اور آہستہ آہستہ ایک دلکش چہرہ بے نقاب ہونے لگتا ہے، وادی کشمیر کا یہ چہرہ ''سرینگر'' ہے' جو ریاست جموں وکشمیر کا گرمائی مستقر بھی ہے۔

''جامعہ کشمیر: اجمالی تعارف''

سطح سمندر سے ۱۸۹۳ میٹر کی بلندی پر واقع دریائے جہلم کے دونوں کناروں پر آباد' شہرہ آفاق جھیل ڈل کو اپنی گود میں لئے اور سینے پر ہاری پربت کی بلند قامت اور خوبصورت پہاڑی اُٹھائے شہرِ سرینگر اپنے شمالی علاقے حضرتبل میں اپنی صدیوں پرانی روایات کو زندہ رکھے' ابھنو گپت، پنڈت کلہن' ملا طاہر غنی کشمیری' شیخ یعقوب صرفیؒ اور شیخ العالمؒ وغیرہ کی روش اور مقصد کو آگے بڑھاتے ہوئے' علم کی شمع روشن کئے ہوئے' ایک دانش گاہ کو اپنے جگر میں سمائے' جو پورے کشمیر کو علم کی دولت سے مالا مال کرتی آرہی ہے اور اس عظیم دانش گاہ کا نام ''کشمیر یونیورسٹی'' ہے۔

کشمیر یونیورسٹی' جموں وکشمیر یونیورسٹی کی تقسیم کے بعد معرض وجود میں آئی ۔ جموں وکشمیر یونیورسٹی کی بنیاد اسی جگہ ۱۹۴۸ء میں ڈالی گئی ۔ ریاست میں اعلیٰ تعلیم کی مانگ بڑھنے کے سبب ۱۹۶۹ء میں جموں وکشمیر یونیورسٹی دو مکمل اور با اختیار یونیورسٹیوں میں منقسم ہوئیں' اس انقسام کے بعد جموں ڈویژن کے لئے ''جموں یونیورسٹی'' اور کشمیر ڈویژن کے لئے ''کشمیر یونیورسٹی'' وجود میں آئی۔

ریاست جموں وکشمیر کے کشمیر ڈویژن میں کشمیر یونیورسٹی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا ایک عظیم اور واحد ادارہ ہے۔اس کا بنیادی کام تعلیم اور تحقیق کی سہولیات انڈر گریجویٹ' گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ طلباء تک مساوات راستی اور بہترین ڈھنگ سے بہم پہنچانا ہے۔اس لئے یہ دانش گاہ وعدہ بند ہے تعلیم کو بہتر ماحول میں فراہم کرنے کے لئے' تاکہ اس خطے کے طلباء ادب' معاشیات' نفسیات' طبیعات' سیاسیات' کاروبار اور سماجی علوم وغیرہ میں معیاری تعلیم حاصل کرسکیں اور معیاری تعلیم طلباء تک پہنچانے میں یہ یونیورسٹی کافی حد تک کامیاب بھی ہوئی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ۲۰۰۲ء سے یہ دانش گاہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (UGC) کے ایک ذیلی ادارے نیشنل ایگریڈیشن اینڈ ایسسمینٹ کونسل (NAAC) سے تسلیم شدہ ''درجہ۔اے'' کی جامعیات میں شامل ہے۔

سرینگر کے ایک روحانی اور خوبصورت علاقے حضرتبل میں تقریباً '۲۵۰' ایکڑ رقبہ پر مشتمل یہ دانشگاہ بنیادی کیمپس' امرسنگھ باغ 'نسیم باغ اور مرزا باغ وغیرہ علاقے پر مشتمل ہونے کے علاوہ کشمیر میں شمالی، جنوبی اور کپواڑہ کیمپسوں، جموں کیمپس، کرگل اور لہیہ کیمپسوں پر مشتمل ہے۔

''نسیم باغ'' تاج محل کے معمار شاہ جہاں نے لگوایا تھا، اس باغ میں ان گنت سینکڑوں سال پُرانے چنار کے درخت موسمِ گرما میں شجر سایہ دار کی مانند جامعہ کشمیر میں اس ماحولیاتی آلودگی کے دور میں بھی ٹھنڈی اور تازہ ہوائیں قلب و روح کو سکون فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ فضا کو بھی خوش گوار بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔وہیں پت جھڑ کے موسم میں یہ چنار آتش کا عجب رقص پیش کرتے ہیں کہ شاہدِ منظر قدرت کی یہ کاری گری دیکھ کر کیونکر نہ دھنگ رہ جائے، یوں لگتا ہے جیسے پورے سال کشمیر یونیورسٹی رنگ بدلتی رہتی ہے اور یوں ہر رنگ کے ساتھ ایک طرح کا اطمینان اور تازگی موجود رہتی ہے' جو طلباء کو ذہنی آسودگی کے سامان مہیا رکھتی ہے۔بلاشُبہ اگر رابندر ناتھ ٹیگور اس جگہ کو دیکھتے تو ''شانتی نکیتن'' کے لئے اسی جگہ کا انتخاب کرتے۔

اس وسیع وعریض دانشگاہ کے پہلو میں ایک جانب عالمی شہرت یافتہ جھیل ڈل اور دوسری جانب جھیلِ نگین اپنی سرد و دلکش لہروں سے اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگاتے ہیں' وہیں درگاہ حضرتبل کے میناروں سے نکلتی اذانیں' تلاوت قرآن پاک اور درود وازکار روحانی اور ذہنی آسودگی کے سامان فراہم کرتی ہے، بات یہی ختم نہیں ہوتی بلکہ یونیورسٹی کے عقب میں ہمالیائی سلسلہ کی پہاڑیاں' ہمالیہ کبریٰ کبھی سفید وسبز رنگ میں بدل کر کشمیر یونیورسٹی کے رنگوں میں رنگ بر دیتے ہیں۔اس طرح کشمیر یونیورسٹی ایک منفرد اور الگ یونیورسٹی کا درجہ رکھتی ہے' جو قدرتی اور روحانی فضا کے سبب تعلیم و تحقیق کے لئے مطالعہ آمیز ماحول فراہم کرتی ہے۔

''جموں وکشمیراور اردو زبان وادب: چند باتیں''

مہاراجہ گلاب سنگھ (۵۶-۱۸۴۶) اور مہاراجہ زنبیر سنگھ (۷۵-۱۸۵۶) کے زمانون سے ہی اردو ریاستِ 'جموں و کشمیر' میں رابطے کی زبان رہی اور مہاراجہ پرتاپ سنگھ کے عہد میں اردو کو سرکاری سر پرستی حاصل ہوئی۔ ۱۹۴۰ء مہاراجہ ہری سنگھ کے دورِ حکومت میں ریاست کے اسکولوں اور کالجوں میں اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دیا گیا۔ ریاست جموں وکشمیر ملک کی واحد ریاست ہے، جہاں ۱۹۵۶ء میں ریاست کی پہلی آئین ساز اسمبلی نے دفعہ ۱۴۵ کے تحت اردو کو سرکاری زبان قرار دیا اور حکومت کی طرف سے بھی اردو کی ترویج وترقی کے لئے کئی ٹھوس اقدامات عمل میں لائے گئے۔ اردو ریاست کے تینوں خطوں جموں، کشمیر اور لداخ میں رابطے کی واحد زبان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ریاست جموں وکشمیر میں پرائمری سطح سے لے کر کالجز تک اردو پڑھائی جاتی ہے۔

آہستہ آہستہ اردو میں اعلیٰ تعلیم کی مانگ بڑنے کی سبب ۱۹۵۸ء میں جموں وکشمیر یونیورسٹی میں شعبہ اردو کی بنیاد رکھی گئی۔ شعبہ اردو کشمیر یونیورسٹی کے ممتاز شعبوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ شعبہ نہ صرف اپنی روایات کو قائم ودائم رکھے ہوئے ہے بلکہ ان روایات کو آگے بڑھانے میں بھی اپنی صلاحیتیں بروئے کار لا رہا ہے۔ درس وتدریس اور اعلیٰ پایہ کی تحقیق اس شعبے کا وہ سرمایہ ہے، جس سے اردو دنیا بخوبی واقف ہے۔ اس شعبے سے وابستہ اساتذہ نے اپنی تخلیقی، تحقیقی، اور تنقیدی کاوشوں سے اس شعبے کو ایک طرح کا امتیاز بخشا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ جامع کشمیر میں اقبالیاتی ادب کے لئے ایک تحقیقی ادارہ ''اقبال انسٹی ٹیوٹ آف کلچر اینڈ فلاسفی'' ۱۹۷۷ء سے کام کر رہا ہے۔ اس ادارے کا مقصد اقبالیات پر تحقیق وتنقید کے علاوہ سیمناروں، مشاعروں، اور مشاورتوں کے ذریعے لوگوں تک فکرِ اقبال پہنچانا ہے۔ اگر یوں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ ''شعبۂ اردو'' کے بعد کشمیر یونیورسٹی میں یہ ادارہ اردو کی خدمت میں پیش پیش رہا ہے۔

''نظامت فاصلاتی تعلیم، کشمیر یونیورسٹی''

نظامت فاصلاتی تعلیم (Directorate of Distance Education)، کشمیر یونیورسٹی نے ریاستِ جموں وکشمیر میں اعلیٰ تعلیم کے متنوع مواقع فراہم کر کے کئی نسلوں کی علمی اور ادبی تشنگی کو بجھانے کا اہم کارنامہ انجام دیا ہے بلکہ ہنوز بخوبی یہ خدمات انجام دینے میں یہ کوئی بھی دَقیقہ فروگذاشت نہیں کر رہا ہے۔ یہ ادارہ اپنی رنگارنگ علمی، ثقافتی اور تکنیکی سرگرمیوں کی وجہ سے بھی دانشور حلقوں میں زیر بحث رہتا ہے۔ یہ ادارہ کم وبیش ۲۰ مضامین میں طالبانِ علم کو اعلیٰ تعلیم کے مواقع فراہم کر کے سماجی اور تعلیمی خدمات انجام دینے میں سرگرم رہتا ہے اور اس ادارے کے افسرانِ بالا اور دیگر کارکنان یہ

کام نہایت ہی انہماک اور ذمّہ داری سے نبھا رہے ہیں۔ اُردو زبان وادب کی خدمت کے تعلق کے حوالے سے ساری ریاست میں اس ادارے کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ یہاں پر یہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُردو درس وتدریس کے حوالے سے نظامتِ فاصلاتی تعلیم جامعہ کشمیر ہندوستان بھر میں مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیوسٹی کے بعد سب سے بڑا مرکز ہے جو سالانہ بنیادوں پر ایم۔اے۔اُردو میں ۷۰۰ طلبہ کا اندارج کراتا ہے اور اس طرح اس دوسالہ کورس میں بیک وقت ۱۴۰۰ طلبہ و طالبات وابستہ ہوتے ہیں۔ اُردو زبان وادب کی تدریس کے ساتھ ساتھ اس ادارے نے وقتاً فوقتاً مختلف قسم کی علمی اور ادبی سرگرمیوں کا سلسلہ بھی قائم کررکھا ہے، جس کے تحت ورکشاپ، سمینار، کانفرنس، بحث ومباحث کا انعقاد کیا جارہا ہے۔ اس ضمن میں سات روزہ قومی ورکشاپ ''اردو صحافیوں کی پیشہ ورانہ مہارت میں فروغ'' خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اسی طرح ماضی قریب میں کئی ایک توسیعی خطبات کا اہتمام بھی کیا گیا' جن میں نامور دانشوروں، ادیبوں، ناقدین کو دعوت دی گئی، جن میں پروفیسر حامدی کشمیری، پروفیسر عبدالحق (شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی)، پروفیسر ابوالکلام قاسمی (شعبہ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) پروفیسر ارتضٰی کریم (ناظم، قومی کونسل برائے فروغِ اُردو زبان، نئی دہلی) ڈاکٹر ترنم ریاض (معروف فکشن نگار، حال دہلی)، پروفیسر طارق چھتاری (شعبہ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) اور پروفیسر وہاج الدین علوی (شعبہ اردو جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی) پروفیسر بیگ احساس (شعبہ اردو، مرکزی جامعہ برائے حیدرآباد) پروفیسر شہزاد انجم (شعبہ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی) پروفیسر غضنفر علی (معروف فکشن نگار، جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی) کے علاوہ مقامی سطح کے کئی ایک دانشور وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اسی طرح ادارے نے قومی سطح کے سمینار بھی منعقد کروائے، جن میں سہ روزہ قومی سمینار ''جدید تکنیکی وسائل اور اُردو زبان''، دوروزہ قومی سمینار ''معاصر ادبی روّیے''، دوروزہ قومی سمینار ''مابعد جدید تنقید: اساسی اور اطلاقی جہات'' اور دوروزہ قومی سمینار ''معاصر اردو افسانہ: مزاج ومنہاج'' اہمیت کے حامل ہیں۔ قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، نئی دہلی کی مالی معاونت سے یہاں پر ہرسال 'شیخ العالم شیخ نورالدین نورانیؒ' کے نام پر ایک سالانہ توسیعی خطبہ کا اہتمام بھی کیا جارہا ہے۔ اس کے علاوہ بیرونِ ریاست سے قومی سطح کے اُردو ادبا اور دانشوروں کی خدمات بھی حاصل کی جارہی ہیں تاکہ طلبہ اپنے زمانے کی وحید العصر شخصیات سے بھی استفادہ کرتے رہیں۔ غرض یہ ادارہ اُردو زبان وادب کی درس وتدریس کے علاوہ اس زبان کی ترویج وترقی میں بھی حتی الوسع اپنی کوششیں جاری رکھے ہوئے ہے۔

تحقیقی،تنقیدی وحوالہ جاتی مجلّہ

’’ترسیل‘‘

نظامت فاصلاتی تعلیم، کشمیر یونیورسٹی اُردو کی ادبی صحافت کے اعتبار سے بھی ایک اہم مرکز کے بطور اپنی اہمیت منوا رہا ہے۔اس ادارہ کا سالانہ تحقیقی وتنقیدی وحوالہ جاتی مجلّہ ’’ترسیل‘‘ ساری اُردو دنیا میں معیار وانتخاب کی وجہ سے وقار کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔’’ترسیل‘‘ بین العقوامی معیار شمارہ نمبر مفہرس ہونے کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن وزارتِ ترقی انسانی وسائل،حکومتِ ہند سے بھی تسلیم شدہ ہے۔ قارئین کے غیر معمولی اصرار کوملحوظ رکھتے ہوئے اس مجلّہ کو اب کشمیر یونیورسٹی اور فاصلاتی نظامِ تعلیم کی ویب گاہوں پرآن لائن بھی دستیاب رکھا گیا ہے۔ترسیل کے اب تک بارہ شمارے شائع ہو کر بین الاقوامی سطح پر پذیرائی حاصل کر چکے ہیں۔یہ مجلّہ موضوعاتی تنوع،اعلیٰ اور خوبصورت طباعت کی وجہ سے نقش ثانی نہیں رکھتا۔

انشااللہ تعلیٰ امسال’’ترسیل‘‘ کا شمارہ ’’دسمبر ۲۰۱۷ء‘‘ تک شائع ہوگا اور یہ شمارہ’’فاصلاتی نظامِ تعلیم اور اس کے ذیلی عناوین‘‘ کے لئے خصوصی طور پر مختص رکھا جائے گا، تا کہ اردو دنیا بھی فاصلاتی تعلیم کے نور سے منور ہوجائے۔اور عصر حاضر میں فاصلاتی طرزِ تعلیم کی بڑھتی مانگ کوسمجھتے ہوئے،اسے مستفید ہو پائے،اس کے لئے مقالہ نگاروں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے تحقیقی وتنقیدی مقالات فاصلاتی تعلیم کے مختلف پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے تحریر کریں،اس ضمن میں مقالہ نگار دئے گئے فون نمبر یا برقی پتہ کے ذریعہ ہم سے رابطہ بھی قائم کرسکتے ہیں،تا کہ مقالات میں تکرار نہ ہو۔آپ اپنے تحقیقی وتنقیدی مقالات ’’۳۰ستمبر ۲۰۱۷ء‘‘ تک دئے گئے دفتری یا برقی پتہ پر ارسال کرسکتے ہیں،تا کہ مجلّہ’’ترسیل‘‘ وقتِ مقرر پر شائع ہوجائے۔

’’ترسیل‘‘
کے مقالہ نگاروں کے لئے چند لازمی ہدایات

مجلّہ ’’ترسیل‘‘ کے تحقیقی اور تنقیدی معیار کوملحوظ رکھتے ہوئے مقالہ نگاروں سے گزارش کی جاتی ہے، کہ وہ مقالہ ارسال کرتے وقت مندرج نکات پر توجہ دیں۔

☆......اپنے مقالے کی کتابت اردو کے اِن۔پیج سافٹ ویر میں ہی کریں یا کروائے۔

☆......بہتر یہ ہے کہ مقالہ دیئے گئے برقی پتے (e-mail) پر بھیجیں۔اگر اس طرح ممکن نہ ہوسکے،تو مقالہ A4 جسامت

کے کاغذ پر ایک ہی جانب کمپیوٹر کتابت (Compose) کروانے کے بعد کم از کم دو (۲) بار پُروف پڑھ کر ''CD'' کے ساتھ بھیجیں۔ (یعنی مقالے کی ''ہارڈ کاپی'' کے ساتھ ساتھ ''سافٹ کاپی'' بھی ارسال کریں)

☆...... کتابت (Composing) کے دوران مقالے کی سطر ''۵x۸'' انچ میں رکھنے کے علاوہ نوری نستعلیق کے ۱۶/ پوائنٹ فونٹ میں ہونی چاہیے اور A4 کے ہر صفحے میں کم سے کم ۲۰/ سطریں ہونی چاہئیں اور آپ کا مقالہ کم سے کم ۱۵/ صفحات پر مشتمل ہونا چاہیے۔

☆...... مقالے کی ساخت ''ڈھانچہ'' مجلّہ ''ترسیل'' کے وضع کردہ اصولوں کے تحت کچھ اس طرح ہونا چاہئے:

ا:۔ **تلخیص**۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مقالے کا یہ حصہ ایک پیراگراف، جو زیادہ سے زیادہ ایک سو بیس الفاظ پر مشتمل ہو۔ مقالہ نگار کو چاہیے کہ وہ مقالہ کے ساتھ لازماً اس کا خلاصہ ''تلخیص'' (Abstract) نوری نستعلیق کے ۱۴/ پوائنٹ فونٹ میں ۱۲۰/ الفاظ یا پھر کم از کم ۱۵/ سطروں پر مشتمل ہونا چاہئے، خود ہی لکھئے۔ تاکہ یہ بات پہلے ہی واضح ہو جائے کہ آپ کیا لکھنے جا رہے ہیں۔

ب:۔ **اہم لفظیات**۔۔۔۔۔۔۔۔مقالے میں مستعمل زیادہ سے زیادہ دس ایسے اہم الفاظ منتخب کر کے لکھیے، جن کی منفرد اور جامع معنویت ہو۔ جیسے ادبی اصطلاحات وغیرہ۔

ج:۔ **اصل موضوع**۔۔۔۔۔ یہ مقالے کا سب سے اہم حصہ ہے، مقالے کا یہ حصہ کم از کم اے۔۴ جسامت کے دس صفحات یا زیادہ سے زیادہ اسی جسامت کے بیس صفحات پر مشتمل ہونا چاہئے۔ مقالہ نگار کو چاہیے کہ لکھتے وقت تدَبر اور احتیاط سے کام لیں، مقالے کی شروعات اس طرح کریں کہ قاری کو مقالے کے حروفِ اول سے ہی اس میں دلچسپی پیدا ہو جائے۔ ایک ہی بات کو دوبارہ دوہرانے یا جملوں کی بے وجہ تکرار سے پرہیز کریں، حوالوں کو نقل کرنے کے بعد اُنہی باتوں کو مقالے میں نہ دوہرائے، بلکہ بہتر یہ ہوگا کہ آپ دئے گئے حوالواں پر مکالمہ قائم کریں۔ زبان و بیان کے معاملے میں ایسا اسلوب اختیار کریں کہ آپ کا مقالہ قاری اساس ثابت ہو۔

د:۔ **محاصل**۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مقالے کے اختتام کے بعد مقالہ نگار کو چاہئے کہ وہ اپنے مقالے سے برآمد ہونے والے نتائج کو آخر پر زیادہ سے زیادہ پچاس الفاظ میں تحریر کرنا نہ بھولیں۔

ی:۔ **حواشی**۔۔۔۔۔۔مقالہ میں لیے جانے والے حوالوں کی ترتیب ''حواشی'' کی صورت میں آخر پر دیجئے، اگر کوئی حوالہ دوبارہ آئے، تو اُس کے لئے ایضاً یا مذکورہ تصنیف نہ لکھیں، بلکہ تمام حوالہ دوبارہ لکھیں۔ اگر مقالے کے دوران کسی ''تاریخی مقام''، ''نام'' یا کسی اور چیز کی مزید وضاحت آپ دینا چاہتے ہیں، تو قواسین (-----) میں وہی پر یا پھر نمبر دے کے ''حواشی'' میں نہ لکھیں، بلکہ وہاں پر ستارہ ''☆'' کی نشانی لگا کر اُس کی مزید تفصیلات نیچے 'فوٹ نوٹ' میں دیں اور اس کا فونٹ، نوری نستعلیق کے ۱۰/ پوائنٹ فونٹ میں رکھیں۔ نقل کئے جانے والے اقتباسات کو واوین ''.........'' میں رکھتے ہوئے، اس کی

سطریں باقی ماندہ سطروں سے چوڑائی میں کم ہونی چاہیے اور اس کا فونٹ، نوری نستعلیق کے ۱۴ر پوائنٹ فونٹ میں ہونا چاہیے، تاکہ فرق دور سے واضح ہوجائے۔ ''حواشی'' مقالے کا آخری حصہ ہوگا اس لئے کتابیات کو مقالے میں شامل نہ کریں، آج کل انٹرنیٹ سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے، اس لئے محققین کو چاہیے کہ اگر آپ نے انٹرنیٹ سے کوئی معلومات حاصل کی ہو، تو اُس کا بھی باضابطہ حوالہ دیں۔ حوالہ جات اس طریقے سے ہونے چاہیے:

('مصنف/مرتب' کا نام، کتاب کا نام، ناشر و مقامِ اشاعت، سَن اشاعت (جلد، شمارہ) اور صفحہ نمبر۔)

☆......مقالے کے ساتھ اپنا نام، مکمل پتہ، فون نمبر یا موبائیل نمبر اور اپنا برقی پتہ (e-mail) اردو زبان میں لکھنے کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان کے بڑے حَرُوف میں بھی ضرور لکھیں اور پاسپورٹ جسامت کی ایک رنگین تصویر بھی ساتھ میں رکھیں۔ اگر ہوسکے تو اپنی ادبی زندگی کا مختصر خاکہ بھی اس کے ساتھ روانہ کریں، تاکہ فہرست ترتیب دیتے وقت مشکلات درپیش نہ آئیں۔

☆......تمام مقالات اشاعت سے قبل مختلف ماہرین کو بلینڈ ریویو (Blind Review) کے لئے بھی بھیجے جاسکتے ہیں، ایسی صورت میں مقالات چھپنے میں تاخیر بھی ہوسکتی ہے۔ اس لئے مقالات بھیجنے کے بعد اس کی اشاعت کے لئے بار بار ادارے کو گُزارشوں کی ضرورت نہیں، معیاری اور غیر مطبوعہ مقالہ ہی شائع کیا جائے گا۔ اس لئے مطبوعہ مقالات ارسال نہ کریں، ایسے مقالات کو ترسیل میں جگہ نہیں مل سکتی۔ اگر کسی طرح سے نادانستہ طور پر ایسا مقالہ 'ترسیل' میں شائع ہو بھی جاتا ہے ، تو دوبارہ ایسے مقالہ نگاروں کو 'ترسیل' سے بلیک لسٹ کیا جائے گا۔ مقالہ تحقیقی و تنقیدی ہونا چاہیے، شخصی اور تاثراتی (مدحیہ یا ہجویہ) نوعیت کے مضامین بھیج کر ادارے کا وقت ضائع نہ کریں۔

☆......اگر آپ کا مقالہ ترسیل کے قواعد و ضوابط کی کسوٹی پر پورا اُترتا ہے، تو ہی اسے شائع کیا جاسکتا ہے۔

☆......مقالے کے مندرجات کے لئے محققین خود ذمہ دار ہوں گے اور محققین کی آرا سے ادارے کا متفق ہونا لازمی نہیں، کوئی بھی قانونی چارہ جوئی صرف اور صرف، جموں و کشمیر کے گرمائی مستقر سرینگر میں ہی ہوگی۔

رابطہ

مدیر مجلّہ ''ترسیل''

ڈاکٹر عرفان عالم

irfanaalam@uok.edu.in

irfanaalam@yahoo.com

+91 9419 00 9667

سالانہ تحقیقی، تنقیدی و حوالہ جاتی مجلّہ

''ترسیل''

سرپرست

پروفیسر خورشید اقبال اندرابی

مدیرِ اعلیٰ

پروفیسر نیلوفر خان

مدیران

ڈاکٹر الطاف انجم/ ڈاکٹر عرفانؔ عالم

نظامت فاصلاتی تعلیم، کشمیر یونیورسٹی، سرینگر، کشمیر